متصوف صحابه و تابعین*

پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی

اهل تصوف اپنے عقائد کے اثبات و توثیق میں جو سندیں پیش کرتے هیں، ان میں صرف اولیاء، اوصیاء اور اصفیا هی نهیں بلکه ایسی معزز هستیاں بھی هیں جنهیں صحابه رسول الله صلعم یا تابعین کا رتبه حاصل هے یا ان کے سر تھوپا گیا یا ان کی تخلیق کی گئی هے ۔ مگر علمائے علم‌الرجال نے ان کو بے نقاب کردیا هے ۔

ان میں سے چند یه هیں :

اویس قرنی

آویس بن عامر (یا ابن عمرو) القرنی الیمنی ۔ صحیح مسلم میں اویس کی فضیلت پر ایک حدیث مذکور هے که رسول الله صلعم نے فرمایا که تمهارے پاس یمن سے ایک شخص اویس نامی آئے گا ۔ اس کو برص تها ۔ اس نے الله سے دعا کی تو ساری سفیدی دفع هوگئی ۔ صرف ناف پر ایک درم کے برابر داغ باقی ره گیا هے ۔ مسلم هی کی ایک حدیث میں یه اضافه هے که " تم میں سے جو ان سے ملے، میرا سلام پهنچادے اور ان سے اپنی مغفرت کی دعا کی درخواست کرے " ۔

ان کے مناقب میں آثار بھی روایت کئے گئے هیں ۔ بعض روایتوں میں حضرت عمر فاروق کا ان کی جستجو کرنا اور ان کو اپنا اور خود سرور کائنات کا

---

* مقاله هذا میرے مسوده " تاریخ معتقدات عجم " کے حصه سوم (تصوف) سے ایک اقتباس هے ۔ اور اقتباسات " ثقافت " لاهور جنوری و فروری سنه ۱۹۶۳ء میں شائع هو چکے هیں — مسلم

سلام کہلوانا یا حسب وصیت نبی صلعم ان کو آپ کا خرقہ پہنانا (۱) اور کسی میں اہل کوفہ کا ان کا مذاق اڑانا مذکور ہے ۔ ان روایات کے متعلق ایک محدث کا کہنا ہے کہ ان میں کوئی جان نہیں بجز حکایات اور زہد میں ان کے تقشف کے ۔ بعض صحابیوں نے ان کو جاننے سے ہی انکار کیا ہے ۔

ان کی وفات کے متعلق ایک روایت ہے کہ آذربیجان کے ایک غزوے میں شہید ہوئے، دوسری روایت کے مطابق حیرہ میں طبعی موت مرے۔ طفیل بن عیاض کی روایت ہے کہ اویس سنکی یا مجذوب تھے۔ نہ تن بدن کا ہوش تھا نہ کپڑوں کا۔ ایک مدت تک لا پتہ رہے ۔ حضرت علی رض کے دور خلافت میں مدینہ میں نمودار ہوئے اور انھیں کے سامنے جنگ صفین میں مارے گئے ۔ بروایت ابن حبان مکہ میں جبل ابو قبیس میں مرے۔ کوئی کہتا ہے دمشق میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں دنیا میں کسی اویس کا وجود ہی نہ تھا ۔

امام بخاری ان اسناد و روایات کو ضعیف و مشتبہ بتاتے ہیں (۲) ۔ البتہ ان کا وجود تسلیم کرتے ہیں ۔

سلمان فارسی

سلمان فارسی ایک مانے ہوئے جلیل القدر صحابی ہیں۔ یہ ابتدا میں مجوسی تھے ۔ حق کی جستجو میں اصفہان سے چل کر شام جانا، عیسائیت قبول کرنا ، مسیحی اسقفوں سے رسول عربی صلعم کے ظہور کی پوشیدہ خبر پا کر عرب روانہ ہونا، اسیر ہو کر بکنا، کسی یہودی کا خرید لینا ، مدینہ میں حضور صلعم کا زر فدیہ دے کر آزاد کرادینا ، پھر نہ صرف اپنا مولیٰ بنالینا بلکہ اہل بیت میں شامل کرلینا، حضور ص سے خلوت میں ان کی لمبی لمبی صحبتوں اور ان کے علم و فضل کی داستان روایت کی گئی ہے ۔ اس روایت کی تفصیلات اور ان کے بیچے جانے اور آزاد کئے جانے میں اختلافات ہیں ۔

اس روایت کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (۱۱۶۵—۱۲۴۰ع) نے اپنی کتاب محاضرۃ الابرار میں شرح و بسط سے بیان کیا ہے ۔ لیکن نہ کسی سال

(۱) خرقہ نبوی کی روایت پر ملا علی قاری کی جرح آگے حسن بصری کے حالات کے تحت ملاحظہ ہو ۔

(۲) لسان المیزان، حافظ ابن حجر عسقلانی، ج ۱ صفحہ ۴۷۵ ۔

اور تاریخ کا ذکر ہے نہ سلمان فارسی کے کسی دور زندگی میں ان کی عمر کا ، نہ اسقفوں یا راہبوں کے ناموں کا - نہ اس سوال کا حل ہے کہ حضور صلعم کے اوائل ہجرت میں کیا آپ ص قبا سے مدینہ منورہ میں تازہ وارد ہوئے تھے- مرغی کے انڈے کے برابر ٹھوس سونا جس کا وزن چالیس اوقیہ تھا اور جس سے تین سو دینار سلمان کا زر فدیہ ادا کیا گیا، کہاں سے آگیا اور کس نے دیا؟ ابن‌عربی کے اس بیان کی کسی مستند حدیث و اثر سے تصدیق و توثیق نہیں ہوتی -

ان اختلافات سے صرف نظر کرکے بھی ان کی عمر اتنی بتائی جاتی ہے جو قرین قیاس نہیں - یعنی ڈھائی سو سے ساڑھے تین سو سال تک - ابن الاثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں :- '' بعض روایات کے مطابق ان کی عمر جب ان کو آنحضرت صلعم کی صحبت نصیب ہوئی، چھ سو سال تھی - انہوں نے حواریان مسیح ص کا زمانہ پایا ''- بہر حال خلافت حضرت عثمان رض میں مدائن کے گورنر تھے اور سنہ ۳۲ ھ میں وفات پائی (۳) -

بابا رتن ہندی

اس سے زیادہ حیرت انگیز ہی‌نہیں بلکہ‌ناقابل یقین عمر ایک فرضی صحابی بابا رتن ہندی کی ہے - یعنی باختلاف روایات چھ سو سے سات سو سال تک - یہ یکے از شیوخ الصوفیہ مانے جاتے ہیں - ان کا نام (۱) رتن بن میدن بن مندی (۲) رتن بن عبداللہ الہندی ثم التربندی یا مرندی (غالباً بھٹنڈی کیونکہ ان کا مزار بھٹنڈا میں ہے) ابن ساہوک بن جکندر دیو یا جکندرق (غالباً جگندر دیو)، (۳) رتن بن نصر بن کربال تھا - ان سے ان کے دو بیٹوں نے (حالانکہ ان سے منسوب قول کے مطابق انھوں نے کبھی شادی نہیں کی) اور دس بارہ راویوں نے روایتیں کی ہیں - صحابہ یا غیر صحابہ میں کہیں ان کا ذکر نہیں - صرف ذہبی نے اپنی تجرید میں ان کا ذکر یوں کیا ہے جو الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر عسقلانی مطبوعہ مصر ج ۱ ص ۵۱۵-۵۱۹ سے ترجمہ کرکے نقل کیا جاتا ہے :-

---

(۳) الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ ابن حجر عسقلانی، ج ۲ صفحہ ۶۰ صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی مطبوعہ حیدرآباد صفحہ ۳۲۵ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، سبحانک ھذا بھتان عظیم شیخ الشیوخ محمد بن ...... کاشغری نے بیان کیا اور انھیں کے مخطوطہ سے میں یہ تذکرہ نقل کرتا ہوں :-

" بابا رتن ہندی (بن فلاں بن فلاں) ایک پیر مرد سنہ ۶۰۰ھ کے بعد مشرق میں ظاہر ہوا اور صحابی رسول اللہ صلعم ہونے کا دعویٰ کیا - جہلا نے اس سے حدیثیں سنیں- واقعہ یہ ہے کہ اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا- بعض کذابوں نے اس کا ایک نام گھڑ رکھا ہے - میں محض استعجاباً اس کا ذکر کرتا ہوں، جس طرح سرمانک الہندی نے بیان کیا ہے - وہ کوئی ابلیس ملعون تھا جس نے آنحضرت صلعم کو دیکھا تھا اور آپ ص سے حدیثیں سنی تھیں- عجیب تر بات تو یہ ہے کہ ایک صحابی ہی نہیں افضل الصحابہ کہا جاتا ہے ...... اس نے سنہ ۶۳۲ھ میں وفات پائی -"

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں نے مورخ شمس الدین محمد بن ابراھیم الجزری کی خود نوشتہ تاریخ میں پڑھا ہے - ان کا بیان ہے کہ سنہ ۷۱۲ھ میں نجیب عبدالوھاب بن اسمعیل الفارسی الصوفی نے ہم سے کہا کہ سنہ ۶۷۵ھ میں میرے پاس ایک کبیر السن شخص محمود پسر بابا رتن آیا اور یوں بیان کیا :-

" میرے والد نے معجزہ شق القمر دیکھا اور یہی ان کی ہجرت کا باعث ہوا - وہ مکہ جاکر خندق میں آپ ص کی خدمت میں حاضر ہوئے - ان کے پاس کپڑے میں کچھ املی بھی تھی - اسے بطور ہدیہ حضور صلعم کے سامنے پیش کیا-آپ نے اس میں سے کچھ کھایا اور ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر طول عمر کی دعا دی- آج ان کے پاس ان کے ملک کے سولہ علاقے ہیں - وہ ۶۲۳ سال زندہ رہے - محمود نے اپنی عمر ۱۷۰ سال بتائی -"

مجھ سے علی بن محمد بن ابی المجد نے زبانی بیان کیا - انہوں نے فلاں فلاں سے روایت کی کہ :

"میں سنہ ۷۳۷ھ میں ۱۷ سال کا نوخیز لڑکا تھا - تجارت کے سلسلے میں اپنے باپ اور چچا کے ساتھ خراسان سے ہند کا سفر کیا - ہم بلاد ہند کی

سرحد پر پہنچے اور ایک گاؤں میں اتر پڑے۔ لوگوں نے بتایا کہ شیخ بزرگ بابا رتن کا گاؤں ھے ۔ گاؤں کے باھر ایک بہت بڑا سایہ دار درخت دیکھا جس کے نیچے ایک خدائی جمع ھوگئی ۔ انھوں نے ھمارا خیر مقدم کیا ۔ ھم کیا دیکھتے ھیں کہ درخت کی ایک شاخ سے ایک بڑا سا تھیلا لٹک رھا ھے ۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ اس تھیلے میں بابا رتن ھیں جنھوں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا تھا ۔ اور آپ ص نے چھ بار ان کو طول عمر کی دعا دی تھی ۔ ھم نے ان کی زیارت کا اشتیاق ظاھر کیا اور اتارنے کی درخواست کی۔ ایک بوڑھا تھیلے کی طرف بڑھا جس کی ڈوری گھرنی(چرخی) سے گذرتی تھی۔ اسے اتارا ۔ تھیلا روئی سے بھرا ھوا تھا۔ بابا ایک چوزے کی طرح روئی میں لپٹا ھوا تھا ۔ اس شخص نے چھرے سے روئی صاف کی اور اپنا منہ اس کے کان پر رکھ کر کہا: دادا میاں کچھ لوگ خراسان سے آئے ھیں، نبی صلعم کی اولاد ھیں اور کہتے ھیں کہ آپ بتائیں کہ آپ نے حضور انور صلعم کو کیسے دیکھا اور آپ نے کیافرمایا ؟"

بابا نے سانس کھینچی اور شہد کی مکھی جیسی بھنبھناھٹ سے فارسی میں بولنے لگے :۔

' میں نے اپنی جوانی میں بغرض تجارت اپنے باپ کے ساتھ حجاز کا سفر کیا ۔ جب ھم مکہ کی وادی میں پہنچے تو بارش ھوئی اور تمام وادیاں مینہ سے بھر گئیں ۔ کیا دیکھتا ھوں کہ ایک گورا چٹا خوبرو اور خوش خو لڑکا جو اونٹ چراتا ھوا ادھر آگیا تھا اور اس کے اور اس کے اونٹ کے درمیان سیلاب حائل ھوگیا تھا، سیلاب کے زور سے خوفزدہ کھڑا ھے ۔ میں اس کے پاس آیا اور اسے کاندھے پر اٹھا کر اس کے اونٹ کے پاس پہنچادیا ۔ میری طرف دیکھ کر اس نے عربی میں تین بار کہا بارک اللہ فی عمرک ۔ میں نے اسے وھیں چھوڑا ، مکہ پہنچا اور مال بیچ کر وطن لوٹ آیا ۔

' اس پر ایک مدت گذر گئی ۔ ایک چاندنی رات تھی ۔ ھم گاؤں کے باھر بیٹھے تھے ۔ ماہ کامل تھا اوپر دیکھا تو چاند دو آدھوں میں جدا جدا

ہوگیا تھا ۔ ایک آدھا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں غروب ہوگیا ۔ چاند گھنٹوں غائب رہا، رات تاریک ہوگئی ۔ پھر آدھا مشرق سے اور آدھا مغرب سے اٹھا اور دونوں آدھے نصف آسمان میں جا ملے ۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا اور کوئی سبب سمجھ نہ سکے ۔ کچھ شتر سواریوں سے یہ ذکر آیا ۔ انہوں نے بتایا کہ مکہ میں ایک ہاشمی ظاہر ہوا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام جہاں کی طرف اللہ کا رسول مبعوث ہوا ہے ۔ اہل مکہ نے اس سے اور انبیا کی طرح معجزے طلب کئے اور مطالبہ کیا کہ وہ چاند کو حکم دے کہ دو آدھوں میں شق ہوجائے اور نصف مشرق میں اور نصف مغرب میں غروب ہوکر دونوں اپنی جگہ پر لوٹ آئیں ۔ چنانچہ اس نے اللہ کے حکم سے یہ کر دکھایا ۔'

' ہم نے یہ سنکر پھر تجارتی سفر کی تیاری کی، مکہ پہنچے اور پوچھتے ہوئے اس جوان کے گھر پہنچے ۔ وہ لوگوں کے درمیان بیٹھا تھا اور اس کے چہرے سے نور برس رہا تھا جس نے اس کے تمام جسم کو روشن کر رکھا تھا ۔ اسے میں پہچان نہ سکا ۔ میں نے اسے سلام کیا وہ مسکراکر بولا تم نے مجھے پہچانا نہیں ؟ فلاں سال جب میرے اور میرے اونٹ کے درمیان سیلاب حائل تھا تمھیں نے مجھے اٹھاکر اونٹ تک نہیں پہنچادیا تھا ؟ میں نے کہا بے شک اے خوبرو مرد ۔ اس نے کہا ہاتھ بڑھاؤ ۔ اس نے مصافحہ کیا اور کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ ۔ میں نے یہی کلمے دہرائے ۔ وہ خوش ہوا ۔ میں رخصت ہونے لگا تو تین بار کہا بارک اللہ فی عمرک ۔ میں اس ملاقات اور شرف اسلام سے خوش خوش رخصت ہوگیا ۔ اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی ۔ آپ کی چھ بار دعاؤں میں سے ہر بار کے لئے ایک سو سال کی عمر دی اور آج میری عمر چھ سو سال سے زیادہ ہے اور اس بڑی بستی کا ہر شخص میری اولاد یا میری اولاد کی اولاد ہے ۔ رسول اللہ صلعم کی دعائے برکت سے اللہ نے مجھ پر ہر خیر اور ہر نعمت کا دروازہ کھول دیا ہے ۔'

ایک دوسری روایت میں ھے کہ اس کی عمر سات سو سال اور تاریخ وفات سنہ ۵۹۶ھ سے سنہ ۶۸۰ھ تک ظاہر کی گئی ھے - میں نے اس شریف (سید زادہ) سے پوچھا کہ آیا بابا کی اولاد بھی تھی - انھوں نے کہا مین نے کبھی شادی نہیں کی نہ کسی عورت کو خواب میں بھی دیکھا - (۴)

اب کچھ بابا تن کی مروی احادیث کی کیفیت بھی ذھبی ھی کی زبانی سن لیجئے :-

شیخ الشیوخ ابو القاسم محمد بن عبدالرحمن .. ... الحسینی الکاشغری کی تحریری روایت جو میں نے نقل کرلی ھے - یہ ھے :

شیخ ھمام الدین اسھر کندی نے روایت کی کہ مجھ سے صحابہ رسول اللہ صلعم کے باقی ماندہ صحابی خواجہ رتن بن ساھوک بن ...... نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: جس کسی نے دولتمند کی عزت اس کی دولت کے سبب سے اور کسی مفلس کی اھانت اس کی مفلسی کے سبب سے کی اس پر ھمیشہ ھمیشہ اللہ کی لعنت رھے گی جب تک توبہ نہ کرے - جو آل محمد سے بغض کے ساتھ مرا وہ کافر مرا - جو ھر رات اپنی بھوؤں میں کنگھی کرے اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں گی - ازیں قبیل کئی اور حدیثیں ھیں -

پھر کاشغری نے کہا : تاج الدین محمد بن احمد خراسانی نے مجھ سے طیبہ (مدینہ) میں روایت کی :-

اما بعد - یہ ھیں چالیس رطنیاتی (منسوب بہ رتن) حدیثیں، جنہیں میں نے سمنان کی خانقاہ سابقیہ میں شیخ جلال الدین ابوالفتح موسی بن علی کے واسطے سے رتن بن نصر صحابی نبی صلعم سے روایت کیا ھے :-

(۱) اعمال باطن کا ایک ذرہ اعمال ظاھر کے بلند پہاڑوں سے بہتر ھے -

(۲) فقیر اپنے فقر کے باوجود تم سب سے زیادہ اپنے اھل بیت سے غیرت رکھتا ھے - پھر چالیسوں حدیثیں دھرائیں -

---

(۴) الاصابہ فی تمئیز الصحابہ، لابن حجر عسقلانی ، مطبوعہ مصر ج ۱ صفحہ ۵۱۵-۵۱۹ -

(۳) میں حضرت فاطمہ رض کی شادی میں صحابہ کے ساتھ شریک تھا۔ پھر گانا ہوا تو ہمارے دل اڑنے لگے اور ہم ناچنے لگے - صبح کو میں نے رسول اللہ صلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ ناراض نہ ہوئے ہمارے لئے دعا کی اور فرمایا:

(۴) موٹے کپڑے پہنو اور ننگے پاؤں پھرو تو اللہ کو صاف صاف دیکھ لوگے -

(۵) عوام کالانعام اور عورتوں سے بچتے رہو - یہ اللہ سے دور کردیتا ہے -

(٦) اگر کسی یہودی کو ابو جہل سے معاملہ پڑجائے اور اس میں وہ میری مدد کا خواستگار ہو تو اس کی حاجت برآری کے لئے میں سو بار ابو جہل کے پاس آؤں جاؤں -

(۷) اللہ کے نزدیک عالم کے قلم سے شکم عالم کا شگاف راہ خدا میں جہاد کرنے والے کے شکم کے شگاف سے زیادہ محبوب ہے -

(۸) ایک عالم کے کپڑے پر اس کا دوات کا داغ اللہ کے نزدیک شہید کے سو کپڑوں کے پسینے سے زیادہ محبوب ہے -

(۹) جس کسی نے بھوکے کو کھلانے کا مقدور رکھتے ہوئے اسے بھوکا لوٹا دیا اس پر اللہ عذاب کرے گا خواہ وہ نبی مرسل ہو -

(۱۰) جو کوئی حسین رض کے قتل کے دن روئے قیامت کے دن اولوالعزم رسولوں کے ساتھ ہوگا -

(۱۱) جس کسی نے تارک صلواۃ کی ایک لقمے سے مدد کی اس نے تمام انبیا کے قتل میں مدد کی- اسی طرح کی تین سو حدیثیں جو کاشغری نے سنہ ۶٦٥ھ میں خوارزم میں سنیں وہ سب موسی بن مجلی سے مروی ہیں -

ذہبی کہتے ہیں '' یہ تمام خرافات موسیٰ ہی کی وضع کردہ ہیں - اور ان میں کاشغری طیبی اور ابن مجلی کے اسناد سونے کی نہیں بلکہ جھوٹ کی لڑی ہے ''- ذہبی نے پھر غلاۃ صوفیہ کے ذکر میں کہا '' ان میں سے بعضوں نے

یوں بھی حدیث روایت کی ھے میرے قلب نے میرے رب سے یوں روایت کی "۔
بعض بزرگوں نے خواب میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا اور آپ سے حدیث روایت کی۔

ذھنی نے اس ھندی مدعی صحابیت پر تعجب کا اظہار کیا کہ " چھ سو سال یہ کہاں رہا ؟ تاریخ کے کسی دور میں اس کا پتہ نہ ھند میں ملتا ھے نہ کسی اور ملک میں۔ اس کے وجود کو ماننا ایسا ھی ھے جیسے غار میں یا کسی تہ خانے میں مہدی (منتظر) کے وجود کا ماننا ۔ (۵)

یہ ھے بابا رتن کی ایک لمبی داستان کا ملخص ۔ (۶)

صوفیوں کے طول عمر کے سلسلے میں ایک اور بزرگ کا ذکر ضمناً سن لیجئے۔ گو صفحات تاریخ میں ان کو جگہ دی جاسکتی ھے ۔ یہ شاہ مدار ھیں ۔ سلسلہ مداریہ یوں ھے : بدیع الزماں مدار عن شیخ طیفورالدین شامی (با یزید بسطامی) عن شیخ یمین الدین شامی عن شیخ ابو ربیع مقدسی عن عبداللہ علمبردار مکی عن سیدنا علی بن ابی طالب ۔

با یزید بسطامی کا سال وفات سنہ ۲۶۱ھ اور شاہ مدار کا سنہ ۸۴۰ھ ھے ۔ اگر شاہ مدار کم از کم اکیس سال کی عمر میں بایزید کی صحبت میں بیٹھے اور تعلیم و تربیت اور اجازۂ خلافت سے مشرف ھوئے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت مدار کی عمر چھ سو برس کی ھوئی ۔ تمام روایتوں کے اکٹھا کرنے کے بعد آپ کی عمر دو سو برس سے لیکر ساڑھے تین سو برس تک بتائی جاتی ھے ۔ بہر حال بایزید سے آپ کی لقا ثابت نہیں (۷) ۔

عبداللہ علمبردار مکی کی حضرت علی رض سے روایت اسی طرح سینکڑوں سال کے تفاوت کی گتھی ھے ۔ مگر ان سب کی تفصیلات میں الجھنا ایک طول امل ھے اور تصریحات بالا سے ان کو قیاس کیا جاسکتا ھے ۔

---

(۵) لسان المیزان، لابن حجر عسقلانی، ج ۲ صفحہ ۴۵۰-۴۵۵ ۔

(۶) مولانا عبدالحلیم شرر مرحوم نے جویائے حق کے نام سے روایات سے ھی سلمان فارسی کا ایک نہایت دل آویز افسانہ لکھا ھے ۔ اسی طرح وہ تمام روایات جمع کرکے بابا رتن کا یہ افسانہ لکھتے تو سر رایڈر ھگرڈ کی داستانوں سے کم حیرت افزا نہ ھوتا مگر شرر ناول لکھتے تھے ۔ طلسم ھوش ربا کی داستانیں نہیں ۔ یا یہ روایات ان کو ملی نہیں ۔

(۷) مضمون مولانا شاہ غلام حسنین پھلواروی در "منادی" دھلی بابت اکتوبر ۱۹۵۸ء ص ۲۲ ۔

(۴) حسن بصری

ابو سعید حسن بصری بن یسار متوفی سنہ ۱۱۰ ھ - ان کے والدین غلام تھے حضرت عمر رض کی شہادت سے تقریباً دو سال پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے - علمی کمالات کے لحاظ سے سرخیل علما اور اخلاقی و روحانی فضائل کے اعتبار سے سرتاج اولیا - .... ان کی ذات تصوف کا منبع اور علم باطن کا سرچشمہ تھی- تصوف کی تمام نہریں اس سر چشمہ سے پھوٹتی ہیں' چنانچہ تصوف کے اکثر بڑے بڑے سلاسل آپ ہی کے واسطہ سے حضرت علی رض تک منتہی ہوتے ہیں - اس طرح گویا آپ ہی کے واسطہ سے دنیا میں یہ دریائے نور رواں ہوا - اگرچہ حضرت علی رض سے آپ کا استفادہ روحانی ثابت نہیں ہے لیکن ارباب تصوف کا اس پر اتفاق ہے کہ حسن بصری حضرت علی رض کے فیض یافتہ تھے- (۸)

'' جمہور محدثین محمد بن سعد کے اس قول سے متفق ہیں کہ الحسن کان عالماً رفیعاً فقیہاً ثقہ' ماموناً عابداً ناسکاً کثیر العلم فصیحاً جمیلاً وسیما ''

ابن حبان کا کہنا ہے کہ حسن نے اہل صفین میں سے بعض کو اور ۱۲۰ صحابہ کو دیکھا تھا ... اللہ کے سامنے حضور کے تصور کی کیفیت ہر وقت آپ پر غالب رہتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی جلالت شان سے ہر وقت ترساں رہتے تھے - ابو جعفر رازی ربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں قریب قریب دس سال حسن کی صحبت میں رہا اور کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں میں نے ان سے کوئی ایسی بات نہ سنی ہو جو پہلے کبھی نہ سنی .... ابو جعفر (باقر) کہا کرتے تھے کہ حسن کا کلام انبیاء کے کلام سے مشابہ ہوتا تھا - (۹)

بعض مشائخ کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی نے اپنا خرقہ' جو ان کو رسول اللہ صلعم سے عنایت ہوا تھا' حسن بصری کو پہنا دیا تھا- اور یہ کہ حضور صلعم کی وصیت کے مطابق حضرات عمر و علی رض نے اسے اویس قرنی کے حوالہ کیا

(۸) تابعین' مولفہ شاہ معین الدین ندوی صفحہ ۷۶ ، ۸۳ -
(۹) غلامان اسلام' مولفہ مولانا سعید احمد صفحہ ۱۷۸ - ۱۸۴ -

تھا۔ اور اویس سے یہ خرقہ ان کے خلفا میں نوبت به نوبت منتقل ہوتا رہا
ائمه علم الرجال اور اور محدثین نے ایسی روایتوں کی سختی سے تردید و تکذیب
کی ہے۔چنانچہ ملا علی قاری متوفی‌سنه ۱۰۱۴ھ اپنی کتاب‌الموضوعات‌الکبیرة(۱۰)
میں اعلان کرتے ہیں که ایسی تمام روایتیں کذب محض اور باطل ہیں۔
آنحضرت صلعم نے صوفیوں کی متعارف صورت میں کوئی خرقه نه کسی صحابی
کو پہنایا نه کسی کو پہنانے کا حکم دیا۔ پوری عبارت درج ذیل ہے:۔

لبس‌الخرقة للصوفية وكون الحسن‌البصرى لبسها من على ۔ قال ابن دحية
و ابن الصلاح انه باطل ۔ وكذا قال العسقلانى انه ليس فى شيئ من طرقها
ما يثبت ولم يروفى خبر صحيح و لا حسن و لا ضعيف ان النبى صلعم
البس الخرقة على الصورة المتعارفة بين‌الصوفية لاحد من الصحابة و لا امر
احداً من اصحابه بفعل ذالك ۔ وكل ما يروى من ذلك صريحا فباطل ۔
قال ثم ان من‌الكذب المفترى قول‌من قال ان علياً البس الخرقة للحسن‌البصرى
فان ائمة الحديث لم يثبتواللحسن من على سماعاً فضلا عن ان يلبسه الخرقة ۔
قال السخاوى و لم ينفرد بذلك شيخنا بل سبقت اليه جماعته حتى من لبسها و
البسها كالدمياطى و الذهبى و ابن حبان و العلائى و العراقى و ابن‌الملقن و
البرهان الحلبى و غيرهم، يعنى تشبيها بالقوم و تبركاً بطريقتهم اذ ورد لبسهم
لها مع‌الصحبته المتصلة الى كيل ابن زياد و هو صحب عليا كرم الله وجهه
اتفاقاً ۔ و فى بعض الطريق ايضاً اتصالها باوليس القرنى و هو قال اجتمع
لعمر و على رض ۔ قلت وكذا نسبة التلقين المتعارف بين الصوفيته، لا اصل
له ۔ وكذا نسبته المصافحة المتصلة الى النبى صلعم، ليس له اصل
عند العلماء الاعلام ۔ وكذا نسبة الخرقة الى اويس رض وانه عليه السلام
اوصى بخرقته لاويس رض، و ان عمر و عليا رض سلماها اليه و انها
وصلت اليهم عنه و هلم جراً، فغير ثابت ۔ ولو ذكره بعض المشائخ، فالمدار
على طريق الصحبة و متابعة الكتاب و السنة و مجانبة الهوى و مقاربةالهدى
و العاقبة للتقوى ۔

بعض لوگوں کو حسن بصری پر یه اعتراض تھا که وه تدلیس کرتے ہیں

(۱۰) مطبوعه کراچی صفحه ۹۲ - ۹۵ -

یعنی اپنے اصلی شیخ کا نام نہیں لیتے اور حدیث کو براہ راست آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کردیتے ہیں - لیکن اس کی وجہ ، جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں' یہ تھی کہ ان کے عہد میں حجاج بن یوسف کے مظالم اور اس کی سفاکیوں کا بڑا چرچا تھا '' میں جس کسی حدیث میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہوں سمجھ لو کہ میں نے وہ حضرت علی رض سے سنی ہے - لیکن حجاج کی وجہ سے میں حضرت علی رض کا نام نہیں لے سکتا ''۔ یونس بن عبید نے ان سے وہی سوال کیا تو فرمایا '' اے میرے بھتیجے آج تم نے مجھ سے ایک ایسی بات دریافت کی ہے جو آج تک کسی نے نہ کی تھی - اور اگر تمہاری قدر و منزلت میرے دل میں نہ ہوتی تو میں یہ بھید تم سے بھی نہ کہتا ''۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں '' ابو زرقہ سے پوچھا گیا آیا حسن نے بدویوں میں سے کسی سے حدیث سنی ہے ؟ انہوں نے کہا ہاں ان کو خواب میں دیکھا تھا . حضرت علی رض کو مدینہ میں دیکھا ضرور تھا جبکہ وہ بارہ چودہ سال کے لڑکے تھے - کیونکہ حضرت علی رض کوفہ و بصرہ چلے گئے تھے اور حسن مدینہ میں رہے - پھر ان سے نہ ملے - اسی طرح ابی بن کعب اور سعد بن عبادہ سے جو روایتیں کی ہیں (ابن سعد کہتے ہیں) ان کو حسن نے کبھی دیکھا بھی نہیں - اور حضرت عمر ابن الخطاب رض سے روایت کرتے ہیں حالانکہ ان کی شہادت کے وقت یہ دو برس کے تھے- ثوبان' عمار بن یاسر ' ابو ہریرہ ' حضرت عثمان' ابو العاص' مفضل بن سنان رضی اللہ عنہم سے کبھی حدیث نہیں سنی اور اسی طرح بیسیوں صحابہ ہیں جن سے بے سنے وہ روایت کرتے ہیں -''

ایک دفعہ حسن نے کہا بصرہ میں حضرت ابن عباس رض نے ہم سے خطاب کیا '' حالانکہ ان کو نہ کبھی دیکھا نہ ان سے حدیث سنی - ابن عباس بصرہ کے والی تھے اور حسن مدینہ میں تھے - بعد میں حسن نے یوں تاویل یا توضیح کی کہ '' میرا مطلب ہے کہ اہل بصرہ سے خطاب کیا - '' (۱۱)

(۱۱) تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی ج ۲ صفحہ ۲۶۳-۲۷۰ -